گے۔ بلکہ سلفی دعوت جو کہ حقیقت میں کتاب وسنت کی ہی دعوت ہے کو عام کریں گے۔ پہلے سے زیادہ توجہ فرمائیں گے۔ اور تمام وسائل بروئے کار لائیں گے۔ اور ایسے ٹی وی چینل جو کہ سلفی دعوت کو عام کرنے کے لیے جدو جہد کررہے ہیں۔ ان کی سرپرستی کریں گے۔ اور وہ جرائد خواہ وہ کسی بھی زبان میں شائع ہورہے ہوں۔ جو سلفی دعوت کا پرچار کررہے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ وہ اس کار خیر میں اپنا اپنا حصہ ڈالیں اس ضمن میں مجلّہ ترجمان الحدیث فیصل آباد دامے درمے سخنے ان شاء اللہ العزیز سعودی حکومت کے ساتھ ہے۔ اور ہماری تمام ہمدردیاں اور ہر قسم کا تعاون سلفی منہج کی اشاعت کے لیے وقف ہوگا۔

اب وقت آگیا ہے کہ ان تمام حقیقتوں کو آشکار کردیا جائے۔ جو زمانے کی گرد میں چھپ گئی تھی۔ اور جاہل لوگ ان کے بارے میں شکوک وشبہات پھیلاتے تھے۔ یہ کام سعودی حکومت کی سرپرستی کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے ہم بجا طور پر امید کرتے ہیں۔ کہ وہ تمام دنیا میں پائی جانے والی سلفی تحریکوں کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ اور ان کی جدو جہد کی قدر کریں گے۔

حقوق نسواں.......... لمحہ فکریہ!

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جس میں تمام شعبہ ہائے زندگی کے لیے مکمل رہنمائی موجود ہے۔ خصوصاً تمام ممکنہ انسانی رشتوں کے حقوق بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کردیئے گئے ہیں۔ جس کی ایک طویل فہرست موجود ہے۔ ان کی ادائیگی کے واضح احکامات دیئے گئے۔ عدم ادائیگی کی صورت میں سخت وعید بھی موجود ہے۔

انسانی رشتوں میں ایک نہایت معتبر اور محترم رشتہ ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کا ہے۔ جن کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے خصوصی احکامات بھی موجود ہیں۔ ان خواتین کی عفت وعصمت کے تحفظ کے لیے جو نظام اسلام نے وضع کیا ہے۔ کوئی دوسرا نظام اس کا عشر عشیر بھی پیش نہیں کرسکتا۔ عورت کے مقام ومرتبہ انکی حیثیت، ضرورت اور اہمیت کو نہایت عمدہ اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔

اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے اور زہر اگلنے والے سب سے زیادہ اسی حساس مسئلے کو اچھالتے ہیں۔ اور نہایت بے ہودہ اور فضول قسم کے اعتراضات کرتے ہیں۔ لیکن وہ بھول جاتے ہیں۔ کہ جس نظام کی آڑ میں وہ خواتین کی آزادی اور حقوق کی بات کرتے ہیں۔ اس میں نہ صرف خواتین کا استحصال بلکہ قدم قدم پر ظلم بھی ہوتا ہے۔ اسی نظام نے عفت مآب خواتین کو بازار کا مال بنایا۔ مرد کی

تفریح کے لیے کلبوں، ہوٹلوں اور قحبہ خانوں میں سجایا۔ اپنی تمام تر مصنوعات خواہ اس کا تعلق عورت سے ہو یا نہ ہو۔ اسے بطور اشتہار استعمال کیا۔ جنسی تشدد اور زبردستی الگ موضوع ہیں۔

پاکستان میں مجموعی اعتبار سے انسانی حقوق کا عمل تسلی بخش نہیں ہے۔ عورتیں تو اپنی جگہ! یہاں مرد بھی ظلم کا شکار ہیں۔ خصوصاوہ علاقے جہاں جاگیردار وڈیرہ شاہی سرداری نظام موجود ہیں۔ مزارع اور ہاری پوری زندگی بلکہ نسل در نسل غلامی کی چکی میں پس رہے ہیں۔ اس میں زیادہ مظلوم عورتیں نظر آتی ہے۔ اس لحاظ سے سندھ کا علاقہ زیادہ متاثر ہے۔ جہاں خواتین کے ساتھ نہایت امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ اسکی تازہ مثال گذشتہ دنوں ہونے والے ضمنی انتخابات کے موقعہ پر سامنے آئی۔ جب ایک جاگیردارنی حمیدہ شاہ نے پولنگ سٹیشن میں خدمت سرانجام دینے والی ایک شریف النفس خاتون کو پولیس کے سامنے تشدد کا نشانہ بنایا۔ چہرے پر تھپڑ رسید کیے۔ مداخلت کرنے پر دوسری خاتون بھی اس کے غضب کا شکار ہوئی۔ تشدد کے یہ قبیح مناظر تمام نیوز چینل نے بار بار نشر کیے۔ جس سے لوگوں کو معلوم ہوا۔ اندرون سندھ خواتین کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ یہ شرمناک منظر ہماری اخلاقی پستی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ تھپڑ اس خاتون کے چہرے پر نہیں۔ بلکہ پوری قوم کے منہ پر طمانچہ ہے۔ ہماری اخلاقی قدریں ختم ہو چکی ہیں جس میں صبر و تحمل برداشت اور دوسرں کا احترام بالکل ناپید ہو گیا ہے۔ اور پوری قوم مغضوب الغضب ہو چکی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں طیش میں آنا اور دوسروں کے ساتھ حقارت آمیز رویہ اختیار کرنا معمول بن چکا ہے۔ اس حادثے میں بھی حمیدہ شاہ نامی خاتون باولے پن کا شکار تھی۔ اور نہایت غضبناک نظر آتی تھی۔

مگر اس سارے حادثے کا المناک پہلو حکمرانوں کی بے حسی ہے۔ احترام انسانیت نام کی کوئی چیز ان میں نظر نہیں آتی۔ حمیدہ شاہ کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے۔ مجال ہے اس شرمناک واقعہ پر آصف زرداری یا یوسف رضا گیلانی نے لب کشائی کی ہو۔ ایکشن لینا تو دور کی بات ہے۔ اظہار افسوس تک نہ کیا۔ چلیے یہ تو پارٹی رکن کو خوش کرنے کے لیے ایسی حماقت تو کریں گے۔ مگر ہمیں افسوس ان تنظیموں پر ہے۔ جو خواتین کے حقوق کی علمبردار اور چمپین بنتی ہیں۔ اور گلے پھاڑ پھاڑ کر ان کے لیے نعرے لگاتی ہیں۔ اور یورپ سے کروڑوں روپے کا فنڈ اس نام سے بٹورتی ہیں۔ مجال ہے۔ ان میں سے کسی ایک نے اس خاتون سے اظہار ہمدردی کی ہو۔ اس کا ساتھ دینے کا اعلان کیا ہو۔ اور اس المناک حادثے کی مذمت کی ہو۔ یا اس کے لیے احتجاج ریکارڈ کرایا ہو۔

دینی وسیاسی جماعتوں کا حال بھی اس سے مختلف نہیں۔ حالانکہ تمام جماعتوں میں خواتین کے لیے الگ خواتین ونگ ہیں۔ مگر کسی بھی جماعت نے اس واقعہ پر احتجاج کرنے کی جرأت نہیں کی۔ ایسے مواقع پر سیاست کرنے والی جماعت ایم کیو ایم سے توقع تھی۔ کہ وہ اس پر ضرور واویلا کرے گی۔ مگر افسوس انہوں نے مصلحت کا راستہ اختیار کیا۔

ہونا تو یہ چاہیے کہ پیپلز پارٹی اسے بنیادی رکنیت سے محروم کرتی۔ اور الیکشن کمیشن اسے ہمیشہ کے لیے نااہل قرار دے دیتا۔ مگر افسوس کسی ایک میں بھی یہ اخلاقی جرأت نہیں۔ یہی حادثہ اگر کسی عام شخص سے ہوتا۔ یا خاتون پر ہاتھ اٹھانے والا کسی مذہبی طبقے سے تعلق رکھتا۔ تو اب تک قیامت برپا ہو جاتی۔ اور مغربی میڈیا بھی اس کا ہمنوا ہوتا۔ اور نام نہاد سول سوسائٹی اور حقوق نسواں کے جعلی علمبرداروں نے آسمان سر پر اٹھالینا تھا۔ اور خاتون سے ہمدردی کے نام پر لاکھوں روپے فنڈ حاصل کر لیتے۔

یہ حادثہ پوری قوم کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ اسلام پسند جماعتوں اور تنظیموں کو بہرحال اس پر شدید ردعمل کا اظہار کرنا چاہیے۔ کہ وہ اس کا محاسبہ کرے۔ اور مظلوم خاتون کی دادرسی کرے۔

حجۃ الاسلام حافظ عبدالمنان نور پوری کا سانحہ اِرتحال!

تمام جماعتی علمی حلقوں میں یہ خبر نہایت حزن وملال کے ساتھ سنی گئی کہ ممتاز عالم دین شیخ الحدیث حضرت العلام حافظ عبدالمنان نور پوری مختصر علالت کے بعد رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت حافظ عبدالمنان نور پوری سے تمام دینی جماعتی اور علمی حلقے بخوبی واقف ہیں۔ آپ بہت منکسر المزاج سادہ اور کریم النفس تھے۔ آپ بہترین انسان اعلی اخلاق کے حامل اور مہمان نواز تھے۔ آپ بہت باوقار اور صاحب کردار تھے۔ کتاب وسنت کے علوم پر مکمل عبور حاصل تھا۔ خصوصا حدیث میں سند کا درجہ رکھتے تھے۔ حجۃ الاسلام کا لقب آپ پر صادق آتا ہے۔ آپ واقعتاً نمونہ سلف تھے۔ تواضع اور انکساری آپ کا طرہ امتیاز تھا۔ پوری زندگی شیخ الحدیث کا خطاب پسند نہیں کیا۔ بلکہ صرف حافظ لکھنے کی اجازت فرماتے تھے۔ کم گو تھے۔ مگر حق بات کہنے ہیں۔ ذرا ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے۔ شب زندہ دار اور عبادت گزار تھے۔ کسی دوسرے کے کام میں کبھی مداخلت نہ کرتے۔ احباب جماعت اور تلامذہ کی بے حد عزت کرتے۔ اور مولانا یا مولوی کہہ کر پکارتے تھے۔ نہایت پاکیزہ زندگی گزاری۔ اور آخر وقت تک دین کی خدمت میں مصروف رہے۔